ہائے رے کمزوری!

انسان مکھی سے چھینی ہوئی چیز چھڑا نہیں سکتے

قرآنِ مجید کی بریکنگ نیوز

الہٰ اپنی ہستی کا اظہار تخلیق سے کرتا ہے۔اور جو اِلہٰ نہیں وہ معمولی سے معمولی شئے کو عدم سے وجود نہیں دے سکتا۔حیات کا خالق صرف اللہ ہے۔اللہ تعالیٰ سادہ اور واضح ترین انداز میں اس مثال سے سمجھاتے ہیں:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥٓ ۚ

''اے تمام لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن يَخْلُقُوا۟ ذُبَابًا وَلَوِ ٱجْتَمَعُوا۟ لَهُۥ ۖ

اللہ تعالیٰ کے سوائے جن دوسروں کو وہ (مشرکین) پکارتے ہیں یقیناً
ایک مکھی تخلیق نہیں کر سکیں گے۔اور اے کاش اس کیلئے تمام اکٹھے ہوئے ہوں۔

وَإِن يَسْلُبْهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ

اور اگر مکھی ان کے سامنے سے کوئی شئے چھین لے تو وہ تمام اس سے وہ چیز چھڑا نہیں سکتے۔

ضَعُفَ ٱلطَّالِبُ وَٱلْمَطْلُوبُ ۝

طلب کرنے والا (پکارنے والا) اور مطلوب (پکارے جانے والا) کمزور ثابت ہوا'' (سورۃ الحج۔۷۳)

اللہ رب العزت کی دی ہوئی اس مثال کے ضمن میں اکثر تراجم اور تفاسیر کا خلاصہ یوں ہے

''لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے''۔

''اے لوگو ایک کہاوت فرمائی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو، وہ جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چیز چھڑا نہ سکیں۔ کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا''۔

تفسیر:

☆ یہ معبودان باطل جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر مدد کیلئے پکارتے ہو یہ سارے کے سارے جمع ہو کر نہایت حقیر سی مخلوق مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود بھی تم انہی کو حاجت روا سمجھو تو تمہاری عقل قابل ماتم ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح پیدا کرنا چاہتا ہے اگر کسی میں واقعی یہ قدرت ہے تو وہ ایک ذرہ یا ایک جوں ہی پیدا کر کے دکھا دے''

☆ اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی رہی ہے وہ صرف پتھر کی بے جان مورتیاں ہی نہیں ہوتی تھیں (جیسا کہ آج کل قبر پرستی کا جواز پیش کرنے کیلئے لوگ باور کراتے ہیں) بلکہ یہ عقل و شعور رکھنے والی چیزیں بھی تھیں، یعنی اللہ کے نیک بندے بھی تھے، جن کے مرنے کے بعد لوگوں نے ان کو اللہ کا شریک ٹھہرا لیا اسی لئے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ سب اکٹھے بھی ہو جائیں تو ایک حقیر ترین شئے مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، محض پتھر کی مورتیوں کو یہ چیلنج نہیں دیا جا سکتا۔

☆ یہ ان کی مزید بے بسی اور لاچارگی کا اظہار ہے کہ پیدا کرنا تو کجا یہ تو مکھی کو پکڑ کر اس کے منہ سے اپنی وہ چیز بھی واپس نہیں لا سکتے جو وہ ان سے چھین کر لے جائے۔

(اس مضمون کے آخر میں چند تفاسیر سے اقتباس درج کئے گئے ہیں)

قرآنِ مجید میں دی گئی خبر کا یہ ترجمہ اور تفسیر درحقیقت من وعن اس مواد پر مبنی ہے جو اس آیت مبارکہ کے ضمن میں تفسیر القرطبی، الجلالین اور ابن کثیر میں موجود ہے۔ کتاب کا اصول یہ ہے کہ اگر کسی کی بات اور خیال کو ہم دہرا رہے ہیں تو اس مصنف کا حوالہ دیں اور پھر بتائیں کہ اس سے متفق ہیں اور اتفاق کرنے کیلئے وجہ بیان کریں اور اگر اس سے متفق نہیں تو اس کے خیال کو رد کرنے کیلئے دلیل اور ثبوت دیں۔ اس لئے کسی قدیم مصنف کے کسی خیال کو بعد میں ایک ہزار لکھاری بھی دہرا دیں تو یہ محض ایک شخص کا خیال کہلائے گا ایک ہزار کی علمی وتحقیقی کاوش نہیں۔ اس سے قبل کہ ہم آگے بڑھیں ایک بات ذہن نشین کر لیں کہ انسان کیلئے زیبا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کسی چھوٹی سے چھوٹی تخلیق کو بھی ''حقیر مخلوق'' گمان کرے یا کہے۔

اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ میں تمام انسانیت کو مخاطب کر کے اُن لوگوں کے متعلق دو خبریں دی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسروں کو پکارتے ہیں۔ اُن لوگوں کے متعلق پہلی خبر یہ ہے

''لَن يَخۡلُقُواْ ذُبَابًا''

''وہ مستقبل میں (بھی) ایک مکھی تخلیق نہیں کر سکیں گے''

''يَخۡلُقُواْ'' جمع مذکر غائب مضارع ہے اور اس سے قبل حرف ''لَنۡ'' ہے جو مضارع پر آتا ہے تو اسے مستقبل کے معنی دیتا ہے۔

اور مثال میں دوسری خبر یہ دی گئی ہے

وَإِن يَسۡلُبۡهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيۡـًٔا لَّا يَسۡتَنقِذُوهُ مِنۡهُۚ

''اور اگر ان کے سامنے سے مکھی کوئی شئے چھین لے تو اللہ کے سوائے دوسروں کو پکارنے والے تمام اس سے وہ چیز چھڑا نہیں سکتے اور نہ آئندہ چھڑا سکیں گے''

''يَسۡتَنقِذُوهُ'' جمع مذکر غائب مضارع کا صیغہ ہے۔ مضارع میں حال اور مستقبل دونوں شامل ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام تر توجہ سے مثال کو سنو۔ مثال میں یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے بتوں کو پکارنے والے مکھی کو مار نہیں سکتے یا یہ کہ مکھی پکڑ نہیں سکتے بلکہ کہا کہ مکھی سے چیز چھڑا نہیں سکتے۔ ہم جانتے ہیں کہ مکھی (housefly) کسی شئے کو اپنے منہ میں نہیں لیتی۔ مکھیاں ٹھوس شئے کو ہضم نہیں کر سکتیں بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ ان کا نظامِ ہضم ان کے جسم کے باہر ہے۔ ٹھوس شئے مکھی کی غذا جبھی بن سکتی ہے اگر وہ مائع میں تبدیل ہو سکے۔ مکھی اپنے جسم میں سے ایک خاص قسم کا مائع اس شئے پر ڈالتی ہے جسے چھین کر لے جائے گی۔ اور وہ ٹھوس مادہ جز وبدن بننے کیلئے اس طرح ہو جاتا ہے جس طرح ہمارے جسم میں خوراک ہضم ہو کر جز وبدن بنتی ہے۔ جب مکھی اس شئے

والے اس مکھی سے وہ چیز چھڑائیں تو کیسے چھڑائیں؟ وہ نہیں چھڑا سکتے کیونکہ وہ شئے مکھی کا جزو بدن بن چکی ہے۔ سبحان اللہ! مکھیاں کسی شئے کو کس انداز میں لیتی ہیں اس کے متعلق انسائکلو پیڈیا اینکارٹا سے بشکریہ ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں

A specific feature of the flies is the way they digest food. Unlike many other living organisms, flies digest food not in their mouth, but outside of their body. They pour a special liquid over the food by means of their trunk, which makes the food get in the proper degree of consistency for absorption. Then the food is absorbed by the fly with the absorbent pumps in its throat.

قدیم انسان کی طرح آج کا انسان بھی اتنا ہی ضدی اور جھگڑالو ہے کہ چودہ سو سال قبل بتائی ہوئی اس مثال کی حقیقت کو جان لینے کے باوجود قرآنِ مجید کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے سے انکاری ہے۔ اپنے گھر میں موجود ایک مکھی کو دیکھنے اور اس پر غور و فکر کرنے سے بھی اپنے اِلہٰ اور رب کو سمجھنے اور جاننے اور اس کے ساتھ مخلص بننے کی راہ میں حائل تمام حجاب، رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی۔ ہستی اور شئے کے مابین تعلق کو جاننے سے علم اور ادراک حاصل ہوتا ہے۔ اور جہاں انسان ہے وہاں روز قیامت تک مکھی بھی آپ کو ملے گی۔ قرآنِ مجید لازوال تفسیر حقیقت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو'' یا ''اللہ کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو'' بلکہ انسانوں کو مخاطب کر کے ایک مثال سننے کیلئے کہا ہے جس میں ایک خاص روش پر کاربند لوگوں اور جنہیں وہ پکارتے ہیں دونوں کی کمزوری اور بے بسی کو اجاگر کرنے کیلئے دو باتیں بتائی ہیں کہ وہ تمام کے تمام مل کر مستقبل میں بھی ایک مکھی پیدا نہیں کر سکیں گے اور یہ کہ آج اور کل میں اگر مکھی ان سے کوئی شئے چھین لے تو اس شئے کو مکھی سے چھڑا نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خبر دی ہے مثال میں مذکور لوگوں اور جن بتوں کو اِلہٰ مان کر وہ پکارتے ہیں دونوں کو کسی بھی قسم کا کوئی چیلنج نہیں دیا گیا۔ بلکہ بتایا کہ اس ایک مثال ہی سے ثابت ہو گیا ہے کہ طالب اور مطلوب (ضَعُفَ. ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب) کمزور ثابت ہو گیا ہے۔

بتوں، اصنام کی پوجا و پرستش کرنے والے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوائے اپنے باپ دادا کے رکھے ہوئے ناموں سے انہیں پکارنے والے خود یہ اعتراف کرتے ہیں کہ کائنات کی ہر شئے غالب اور علم والے اللہ رب العزت کی تخلیق کردہ ہے۔ مشرکین خود بھی نہیں چاہتے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی طرح (معاذ اللہ) انہیں یا اُن بتوں کو بھی تخلیق کرنے کی خواہش ہے جنہیں وہ اِلہٰ سمجھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ ۚ

''اور تیرا رب تخلیق کرتا ہے جو چاہتا اور پسند کرتا ہے۔ ان کی ہمیشہ سے کوئی پسند نہیں'' (حوالہ القصص۔٦٨)

اللہ تعالیٰ انسان کو بعض لوگوں کی روش کے متعلق ایک مثال دے رہا ہے۔ آیت مبارکہ میں پتھر کی مورتیوں کو چیلنج نہیں دیا گیا بلکہ ایک حقیقت بتائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے قدیم و جدید تفاسیر میں منسوب کی گئی یہ بات درست نہیں ''اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح پیدا کرنا چاہتا ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات قطعی نہیں فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ قرآنِ مجید میں تحریر ہے۔ الہٰ کی پہچان یہ ہے کہ عدم سے تخلیق کرتا ہے۔ سوال کیا

أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿١٩١﴾

''کیا وہ انہیں شریک کرتے ہیں جو کچھ تخلیق نہیں کرتے اور خود تخلیق کئے (تراشے) جاتے ہیں؟'' (الاعراف۔١٩١)

قُلْ هَلْ مِن شُرَكَآئِكُم مَّن يَبْدَؤُا۟ ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ ۚ (حوالہ یونس۔٣٤)

''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں ''کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں کوئی ہے جو پیدائش کو شروع کرتا ہے پھر اسے تسلسل دیتا ہے؟''

أَمْ جَعَلُوا۟ لِلَّهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوا۟ كَخَلْقِهِۦ فَتَشَـٰبَهَ ٱلْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ

''کیا انہوں نے ایسوں کو اللہ کا شریک بنایا ہے جنہوں نے اس کی مخلوق کی طرح کچھ بنایا ہے اور مخلوق انہیں اسی طرح کی نظر آتی ہے'' (حوالہ الرعد۔١٦)

أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾

''تو کیا جو تخلیق کرتا ہے اس کی طرح ہے جو تخلیق نہیں کرتا؟ کیا تم (اس فرق کو) یاد نہیں رکھتے؟'' (النحل۔١٧)

تخلیقات کا بتانے کے بعد فرمایا هَـٰذَا خَلْقُ ٱللَّهِ فَأَرُونِى مَاذَا خَلَقَ ٱلَّذِينَ مِن دُونِهِۦ ۚ

''یہ ہے اللہ کی تخلیق۔ اب مجھے دکھاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں نے کیا تخلیق کیا ہے'' (حوالہ لقمان۔١١)

مشرکین کے پاس اپنے ہاتھوں تراشے ہوئے اصنام، بتوں کی عبادت کرنے کی وجہ بیان کرنے کیلئے سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے ہوئے پایا تھا اور انہی کے نقش قدم پر ہم چلتے ہیں۔ یہ پچھلوں کی روایت کی تقلید ہے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

قُلْ أَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَرُونِى مَاذَا خَلَقُوا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ

’’آپ (ﷺ) کہیں ’’کیا تم نے اپنے ان شریکوں پر غور کیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو؟

مجھے دکھاؤ کہ زمین میں انہوں نے کیا کچھ تخلیق کیا ہے‘‘ (حوالہ فاطر۔۴۰)

قُلْ أَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَرُونِى مَاذَا خَلَقُوا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ

’’آپ (ﷺ) کہیں ’کیا تم نے ان پر غور کیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو؟

مجھے دکھاؤ کہ زمین میں انہوں نے کیا تخلیق کیا ہے‘‘ (حوالہ الاحقاف۔۴)

اِلہٰ ذات ہے، ہستی ہے اور ہستی اپنا اظہار کرتی ہے۔ اسی ایک نکتے کی جانب اصنام پرست مشرکین کی توجہ کو مبذول کرایا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید میں سب سے اول مشرکین کو یہ بات یوں سمجھائی

قُلْ أَغَيْرَ ٱللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ (حوالہ الانعام۔۱۴)

آپ (ﷺ ان سے) کہیں ’’اللہ کو جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے چھوڑ کر کیا میں کسی اور کو اپنا سرپرست (ولی) بنالوں؟‘‘

قُلْ أَغَيْرَ ٱللَّهِ أَبْغِى رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَىْءٍ

’’کیا میں اللہ کے علاوہ کوئی رب تلاش کروں جبکہ وہی ہر شئے کا رب ہے‘‘ (حوالہ الانعام۔۱۶۴)

اللہ تعالیٰ کی ذات کا یہ اظہار کہ وہ اِلہٰ ہے اس تعلق سے ہوا کہ وہ فاطر، خالق ہے اور ہر شئے کا رب ہے اور بت پرست مشرکین اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَسَخَّرَ ٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ

اور اگر آپ (ﷺ) ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے اور سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے

تو وہ ضرور کہیں گے ’’اللہ نے‘‘ (حوالہ سورۃ العنکبوت۔۶۱)

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ (حوالہ لقمان۔۲۵)

’’اور اگر آپ (ﷺ) ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے ’’اللہ نے‘‘

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ (حوالہ الزمر۔۳۸)

’’اور اگر آپ (ﷺ) ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے ’’اللہ نے‘‘

قُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ’’آپ (ﷺ) فرمادیں ’’تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں‘‘ (حوالہ العنکبوت ۶۱، لقمان۔۲۵)

اور سورۃ الزخرف کی آیت ۹ میں بتایا

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝٩

''اور اگر آپ (ﷺ) ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے

تو وہ ضرور کہیں گے ''انہیں اس غالب اور علم والے نے تخلیق کیا ہے''

قرآنِ مجید کے مطابق یہ بھی حقیقت کے منافی خیال ہے کہ ''اللہ کے سوائے جن کی عبادت کی جاتی رہی ہے وہ صرف پتھر کی بے جان مورتیاں ہی نہیں ہوتی تھیں بلکہ عقل وشعور رکھنے والی چیزیں بھی تھیں، یعنی اللہ کے نیک بندے بھی تھے، جن کے مرنے کے بعد لوگوں نے ان کو اللہ کا شریک ٹھہرالیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ سب اکٹھے بھی ہوجائیں تو ایک حقیر ترین شئے مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، محض پتھر کی مورتیوں کو یہ چیلنج نہیں دیا جاسکتا''۔ دنیا میں فرعون وہ واحد شخص تھا جس نے اپنے آپ کو لوگوں کا ''اِلٰہ'' بھی قرار دیا اور اپنے آپ کو ان کا ''رب'' بھی کہا۔ زیرِ مطالعہ آیت مبارکہ میں صرف بتوں کا ذکر ہے جنہیں مشرکین اِلٰہ سمجھتے اور قرار دیتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ

''اللہ تعالیٰ کے سوائے جن دوسروں کو (مشرکین) پکارتے ہیں یقیناً ایک مکھی تخلیق نہیں کرسکیں گے۔

اور اے کاش اس کیلئے تمام اکٹھے ہوئے ہوں'' (حوالہ الحج۔۷۳)

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝٢٠

أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝٢١

''اور جنہیں یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی تخلیق نہیں کرتے اور خود تخلیق کیئے (تراشے) جاتے ہیں۔

وہ مردہ اجسام ہیں، غیرِ حیات، اور انہیں شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے'' (النحل۔۲۰۔۲۱)

وہ کون ہیں جنہیں بعض لوگ اللہ کے سوائے پکارتے ہیں اور جو کچھ تخلیق نہیں کرتے اور خود تخلیق کیئے جاتے ہیں؟ اللہ نے بتایا

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ (حوالہ الفرقان۔۳)

''مگر لوگوں نے اس کے علاوہ ایسوں کو اِلٰہ اختیار کرلیا ہے جو کچھ تخلیق نہیں کرتے اور خود تخلیق کیئے (تراشے) جاتے ہیں''

اور یہ بات ہمیشہ یاد رہے کہ بتوں کو پوجنے والے بتوں کو اِلٰہ تو قرار دیتے ہیں لیکن انہوں نے اپنے بتوں کو کبھی اپنا رب نہیں کہا۔ اور جس مکتبہ فکر کو بعض لوگ ''قبر پرست'' قرار دیتے ہیں وہ کسی بھی نیک بندے کو ''اِلٰہ'' تصور کرتے اور نہ اسے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

ایک مکتبہ فکر کو ''قبر پرست'' قرار دینے کی غلط فہمی بتوں کے متعلق اس بات سے الجھاؤ کی بناء پر ہے

وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ○

''اور انہیں شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے''

وہ کہتے ہیں کہ ''یہ جماد بھی ہیں اور فوت شدہ صالحین بھی ہیں کیونکہ مرنے کے بعد اٹھایا جانا جس کا انہیں شعور نہیں وہ تو جماد کی بجائے صالحین ہی پر صادق آتا ہے''۔ ان کے اپنے اس خیال میں تضاد ہے۔ اور یہ تضاد بھری بنیادی نوعیت کی بھول ہے جس کی وجہ سے شرک کے موضوع پر الجھاؤ اور التباس کا شکار ہو کر بعض لوگوں کو قبر پرست قرار دے دیتے ہیں۔

مشرکین نے دنیا میں جن تراشے ہوئے جماد، اصنام، تماثیل، بتوں کو نام دے کر اِلٰہ قرار دیا ان کے متعلق ظاہری سی بات ہے کہ زمان میں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے اور بکھر گئے۔ ان سب کو روز قیامت اسی طرح اٹھایا جائے گا جیسے عام انسانوں کے ہڈیاں اور مٹی ہو جانے والے مردہ جسموں کو اٹھایا جائے گا۔ قرآنِ مجید نے ان اصنام کے متعلق فرمایا

إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ

''بیشک جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ تم لوگوں کی مثل (بظاہر) بندے ہیں''

مثال، مثل ہمیشہ محسوس حوالے سے ہوتی ہے۔ تشبیہ میں پنہاں کا تقابل ہوتا ہے لیکن مثال میں تقابل محسوس کا ہوتا ہے۔ قبروں میں دفن مردہ انسان محسوس نہیں ہوتا کہ یہ کہا جا سکے کہ ''وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں''۔ وہ ہماری طرح کے بندے ہیں نہیں بلکہ بندے تھے۔ پتھروں کے دیوی، دیوتا کا ڈھانچہ، مجسمہ مثل انسان بنایا جاتا ہے۔ ڈھانچے اور مجسمے کے حوالے سے وہ ہمارے مثل موجود ہیں۔ اور مشرکین کی توجہ کو دونوں کے مابین فرق کی طرف یوں دلائی

أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَآ — ''کیا ان کیلئے وہ پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں

أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَآ — یا کیا ان کیلئے وہ ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں

أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَآ — یا ان کیلئے وہ آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہوں

أَمْ لَهُمْ ءَاذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا — یا ان کیلئے وہ کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں؟'' (حوالہ النحل ۲۱، الاعراف ۱۹۴، ۱۹۵)

انسان کے مثل اصنام، تماثیل، بتوں کے مجسموں میں یہ تمام چیزیں موجود ہوتی ہیں لیکن ان صلاحیتوں سے عاری ہیں جو انسان کے جسم کی ان چیزوں میں ہوتی ہے۔ مشرکین اور ان کے اختیار کئے ہوئے اِلٰہ کے متعلق فیصلہ یہ ہے

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَٰرِدُونَ ﴿٩٨﴾

''ہاں! تم اور جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں۔ تمہیں وہاں پہنچنا ہے۔

لَوْ كَانَ هَٰٓؤُلَآءِ ءَالِهَةً مَّا وَرَدُوهَا ۖ وَكُلٌّ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٩٩﴾

اگر وہ الٰہ ہوتے تو وہاں نہ پہنچتے۔ اور سب وہاں ہمیشہ رہیں گے'' (الانبیاء۔۹۸۔۹۹)

اللہ تعالیٰ کے قبروں میں مدفون نیک اور مقرب بندوں کو اگر معاذ اللہ کوئی شخص پوجتا بھی ہے تو بھی وہ نیک اور مقرب بندے جنت کے اعلیٰ درجوں میں ہوں گے۔

قرآنِ مجید میں اللہ کے تین جلیل القدر رسولوں کے دوٹوک بیان کی موجودگی میں بعض لوگوں کی اس طرح کی باتیں محض ظن اور تخیل ہے کہ ''مشرکین جن کی مورتیاں بنا کر پوجتے تھے وہ بھی پہلے اللہ کے بندے (مرد) یعنی انسان ہی تھے اور یہ کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے پانچ بت اللہ کے نیک بندوں کے نام تھے''۔ ھود علیہ السلام نے کہا تھا

أَتُجَٰدِلُونَنِى فِىٓ أَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوهَآ أَنتُمْ وَءَابَآؤُكُم (حوالہ الاعراف۔۷۱)

''کیا تم مجھ سے محض ان مؤنث ناموں میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں''

یوسف علیہ السلام نے کہا تھا

مَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِهِۦٓ إِلَّآ أَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوهَآ أَنتُمْ وَءَابَآؤُكُم

''اللہ کو چھوڑ کر جنہیں تم پوجتے ہو وہ محض مؤنث نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں''

بتوں کا نام رکھنا لوگوں سے نفسیاتی فریب ہے۔ آقائے نامدار، خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا

إِنْ هِىَ إِلَّآ أَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوهَآ أَنتُمْ وَءَابَآؤُكُم

''یہ تو محض مؤنث نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں'' (حوالہ النجم۔۲۳)

سیدنا ھود اور یوسف علیہم السلام اور آقائے نامدار ﷺ کے اس قولِ مبارک کے باوجود اگر اللہ تعالیٰ کے فوت ہو چکے نیک بندوں ہی سے مشرکین کے بتوں کو منسوب کرنے پر کوئی بضد ہے تو کوئی یہ مشورہ دے سکتا ہے کہ انہیں نیک بندیوں سے منسوب کرے کیونکہ نام تو مؤنث ہیں لیکن یہ مشورہ بھی باطل ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور میرے آقا کا فرمان ہے

وَجَعَلُواْ لِلَّهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوهُمْۚ

''اورانہوں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں۔آپ (ﷺ) کہیں'' ذرا ان کے مردانہ نام تو بتاؤ

أَمْ تُنَبِّـُٔونَهُۥ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى ٱلْأَرْضِ

کیاتم اسے اس بات کی خبر دیتے ہوجسے وہ زمین میں جانتا ہی نہیں

أَم بِظَـٰهِرٍ مِّنَ ٱلْقَوْلِۗ

یا یہ محض الفاظ کا اظہار (منہ کی بات) ہے'' (حوالہ الرعد۔۳۳)

اللہ رب العزت کی دی ہوئی اس مثال کا ترجمہ اور تفسیر کرنے کا یہ رواج ہے۔

ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی۔تفسیر مولانا صلاح الدین یوسف۔قرآنِ کریم شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس۔سعودی عرب

[''لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جارہا ہے''۔تفسیر: یعنی یہ معبودان باطل جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر مدد کیلئے پکارتے ہو یہ سارے کے سارے جمع ہو کر نہایت حقیر سی مخلوق مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔اس کے باوجود بھی تم انہی کو حاجت روا سمجھو تو تمہاری عقل قابل ماتم ہے۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی رہی ہے وہ صرف پتھر کی بے جان مورتیاں ہی نہیں ہوتی تھیں (جیسا کہ آج کل قبر پرستی کا جواز پیش کرنے کیلئے لوگ باور کراتے ہیں) بلکہ یہ عقل وشعور رکھنے والی چیزیں بھی تھیں، یعنی اللہ کے نیک بندے بھی تھے، جن کے مرنے کے بعد لوگوں نے ان کو اللہ کا شریک ٹھہرالیا اسی لئے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ سب اکٹھے بھی ہو جائیں تو ایک حقیر ترین شئے مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، محض پتھر کی مورتیوں کو یہ چیلنج نہیں دیا جاسکتا۔یہ ان کی مزید بے بسی اور لاچارگی کا اظہار ہے کہ پیدا کرنا تو کجا یہ تو مکھی کو پکڑ کر اس کے منہ سے اپنی وہ چیز بھی واپس نہیں لاسکتے جو وہ ان سے چھین کر لے جائے۔طالب سے مراد خود ساختہ معبود اور مطلوب سے مراد مکھی یا بعض کے نزدیک طالب سے پجاری اور مطلوب سے اس کا معبود مراد ہے، حدیث قدسی میں معبودان باطل کی بے بسی کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح پیدا کرنا چاہتا ہے اگر کسی میں واقعی یہ قدرت ہے تو وہ ایک ذرہ یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھادے'']

ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی۔تفسیر مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی۔کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

[''اے لوگو ایک کہاوت فرمائی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو، وہ جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چیز چھڑا نہ سکیں۔کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا''۔تفسیر: اور اس میں خوب غور کرو وہ کہاوت یہ ہے کہ تمہارے بت، ان کی عاجزی اور بے قدرتی کا یہ حال ہے کہ وہ نہایت چھوٹی سی چیز مکھی نہیں بنا سکتے۔تو عاقل کو کب شایان ہے کہ ایسے کو معبود ٹھہرائے ایسے کو پوجنا اور الٰہ قرار دینا انتہا درجہ کا جہل ہے۔وہ شہد و زعفران وغیرہ جو مشرکین بتوں کے منہ اور سروں پر ملتے ہیں جس پر مکھیاں بھنکتی ہیں۔ایسے کو خدا بنانا اور معبود ٹھہرانا کتنا عجیب اور عقل سے دور ہے۔چاہنے والے سے بت پرست اور چاہے ہوئے سے بت مراد ہیں یا چاہنے والے سے مکھی مراد ہے جو بت پر سے شہد و زعفران کی طالب ہے اور مطلوب سے بت اور بعض نے کہا طالب سے بت مراد ہے اور مطلوب سے مکھی]